اصلاح و دعوت

طالب محسن

حسن کارکردگی

دنیا میں آدمی کو اپنے کام پر ستایش اور پزیرائی ملتی ہے، لیکن اس کے پیچھے مسلسل محنت، استقامت اور اپنی جگہ بنانے کی محنت کی تاریخ ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو بڑے کامیاب ڈاکٹر ہیں۔ زمانہ ان کی لیاقت اور صلاحیت کا معترف ہے۔ کچھ لوگ غیر معمولی انجینئر ہیں۔ جہاں کوئی بڑی فنی مشکل یا غیر معمولی منصوبہ بندی پیشِ نظر ہو لوگ ان سے رجوع کرتے ہیں۔ بعض غیر معمولی صنعت کار ہیں۔ انھوں نے بہت بڑی صنعتی ایمپائر کھڑی کر دی ہے۔ چند عظیم فن کار ہیں۔ لوگ ان کے فن کے دل دادہ ہیں اور فن کی دنیا میں ان کی بہت مانگ ہے۔

لیکن کیا یہ محض ان اصحاب کی لیاقت ہے، جس کا نتیجہ انھیں حاصل ہو گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہونہار طالبِ علم اپنی تعلیم کے آخری سال میں کسی حادثے کا شکار ہو جاتا ہے اور موت اسے اس دنیا سے لے جاتی ہے۔ اسی طرح دوسرے شعبوں کا حال ہے۔ کچھ لوگ غیر معمولی نظر آ رہے ہوتے ہیں لیکن وقت انھیں مساعی دکھانے کی مہلت نہیں دیتا۔ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو اپنی صلاحیتوں کو بیان کرتے ہیں، کوئی بڑا کاروباری بن سکتا ہے، لیکن اسے سرمایہ دستیاب نہیں۔ کسی میں پڑھنے کی بڑی صلاحیت ہے لیکن اس کے والدین اسے تعلیم نہیں دلا سکتے۔

غرض یہ کہ یہاں کامیابی اور ناکامی سر تا سر ذاتی لیاقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس کے لیے موافقت کرنے والے حالات درکار ہیں اور یہ حالات صرف قدرت مہیا کرتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہماری سعی کا ہونا ضروری ہے، لیکن کوئی سعی کتنی کامیاب ہو گی اور کتنے نتائج پیدا کرے گی اس کا اصل انحصار پروردگارِ کائنات کی حکمت و مصلحت پر ہے۔

اِس دنیا میں حسنِ کارکردگی کا معاملہ یہی ہے۔ لیکن اس کے بعد جو دنیا آنے والی ہے اس میں حسنِ کارکردگی کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہاں کے لیے چلا گیا ایک قدم، وہاں کے لیے خرچ کی گئی ایک دمڑی اور وہاں کے لیے بولا گیا ایک لفظ اپنی پوری پوری قیمت پائے گا۔ حالات نامساعد تھے، قیمت بڑھ جائے گی۔ جدوجہد جاں گسل تھی، اجر میں غیر معمولی اضافہ ہو جائے گا۔ وہاں ستایش اور پزیرائی نہ ملنے کا کوئی امکان نہیں۔

صبر

صبر کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو یہ کہ آدمی اپنی بات پر قائم رہے اور دوسرا یہ کہ کسی موقف کے اختیار کرنے پر مشکلات پیش آئیں تو غلط رویہ اختیار نہ کرے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عام زندگی میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔ احباب و اقربا اس پر صبر کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ رونے دھونے اور دل چھوٹا کرنے کے بجائے اس مشکل کو حوصلے سے برداشت کر لو۔

دین کی تعلیمات میں بھی صبر کی ہدایت شامل ہے۔ اس ہدایت کا تعلق عام زندگی کی مشکلات سے بھی ہے اور ان مشکلات سے بھی جو راہِ حق کے اختیار کرنے میں پیش آتی ہیں۔ عام زندگی کی مشکلات، مثلاً بیماری، مالی نقصان یا رزق کی کمی اور گھریلو یا خاندانی مسائل میں بھی صبر کرنا چاہیے۔ یہاں صبر کا اطلاق خدا پر توکل، صرف آخرت کی کامیابی اور خدا کی رضا کے لیے صحیح رویہ اختیار کرنے پر ہوتا ہے۔ زبان پر حرفِ شکایت لانا، تقدیر کے خلاف احتجاج کرنا، بظاہر جو لوگ سبب بنے ہوئے ہیں ان پر غصہ کھانا اور اسی نوعیت کے دوسرے ردِ عمل صبر کے منافی ہیں۔ شکایت سے بلند ہو جانا، تقدیر کے خیر و شر پر ایمان رکھنا اور اپنی کوتاہی کی تلافی کرنا اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دینا صبر کا صحیح اظہار ہے۔

دینی زندگی اختیار کرنے پر بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ مشکلات وہ مخالفت بھی ہے، جو آدمی کو ماحول کی طرف سے پیش آتی ہے اور قدرت کی طرف سے پیش آنے والے حالات بھی ہیں جو آدمی کے قولِ ایمان کی گہرائی اور استحکام کے متعین کرنے کے لیے پیدا کیے جاتے ہیں۔ اب اگر آدمی مخالفت سے گھبرا جائے اور مخالفین کے ساتھ بنا کر رکھنے کے لیے دین پر عمل میں کمی کی طرف راغب ہو جائے یا اللہ کی طرف سے آنے